بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

اسلام علم کے بغیر نہیں!

اوّلاً خدا اور اس کی توحید، نبوت و وحی، اُخروی جزا و سزا، اور تقدیرِ خیر و شر کا علم اور اس پر ایمان، پھر خدا کی نازل کردہ الہامی ہدایت کا علم اور اس کے ساتھ اسوۂ نبوتؐ یا کتاب اللہ کی اس قولی و عملی تشریح کا علم جسے سنّتِ رسول اللہ کہتے ہیں، آخر میں تفسیر و حدیث سے متعلقہ علوم اور تفقہ اور اجتہاد کے اصول و طُرق کا علم۔ ان سارے بنیادی علوم سے جن دوسرے ضروری علوم کا گہرا تعلق ہے، اُن پر عبور، خواہ وہ لغت اور نحو ہو، تاریخ و سیر ہو، اسماء الرجال ہو یا ادب و بلاغت۔

مسلمان کسی بھی علاقے کا آدمی ہو اور کوئی بھی بولی بولتا ہو، اُس کا صحیح مقام یہ ہے کہ وہ علمِ دین کو اُس ماٰخذ سے براہ راست حاصل کرے۔ یہ اگر ممکن نہ ہو تو کم تر درجہ یہ ہے کہ کسی بھی زبان میں قرآن، حدیث، فقہ اور اُن سے متعلقہ علوم میں جتنی دست گاہ حاصل کر سکتا ہو کرے۔ اس کم تر درجے کا علم بھی اتنا ضرور ہونا چاہیے کہ دینی علوم کی اصطلاحات اور معروف د زبان زد کلیات کو ضرور جانتا ہو تاکہ اگر ماٰخذ کا براہِ راست علم رکھنے والے ماہرین بات کریں تو وہ اُسے سمجھ سکے۔

عام مسلمان کی ذمہ داری بھی کم نہیں کی جا سکتی، مگر ایسے لوگ جو دوسروں میں دین کی دعوت پھیلانے اور اقامتِ دین کی تحریک چلانے نکلے ہوں، وہ تو ضروری علم یا صلاحیتِ فہم کے بغیر ایک قدم بھی اس راہ میں نہیں چل سکتے۔

اِسلام کی راہ میں جب بھی بڑا کام کرنا ہو تو جہاں یہ لازم ہے کہ اس کام میں حصّہ لینے والا ہر شخص علمِ دین حاصل کرنے کی جد وجہد کرے اور مسلسل کرتا رہے، وہاں یہ حقیقت بھی سامنے رکھنی چاہیے کہ ایسے وسیع کام میں آنے والے حضرات ہماری سوسائٹی کے اُن دونوں علمی دائروں سے آئیں گے جو تفریقِ دین و سیاست نے پیدا کر دیے ہیں۔ کچھ دینی علوم کے لحاظ سے پیش پیش ہوں گے اور کچھ جدید علوم سے آراستہ ہوں گے اور کچھ بین بین۔ یہ سب اگر مل کر ایک قوت بن سکتے ہیں اور ہم آہنگی سے کام کر سکتے ہیں تو صرف اُس صورت میں جب کہ دونوں ایک دوسرے کے اندازِ گفتگو اور اختیار کردہ اصطلاحات کا فہم پیدا کریں۔ دونوں فریق اپنے اپنے نظام ہائے تعلیم کی قائم کردہ سرحدوں سے آگے نکل کر دوسری جانب سے بھی استفادہ کریں۔

لیکن چونکہ علمِ دین اسلام کے تمام خادموں کی ایسی اشد اور بنیادی ضرورت ہے کہ اس کے بغیر ایمان کے عملی تقاضے پورے ہی نہیں کیے جا سکتے، اس وجہ سے تمام علوم کے مقابلے میں علمِ دین کو اوّلیت حاصل ہے۔ اور قرآن و حدیث میں جس "العلم" کے حصول کو فریضہ قرار دے دیا گیا ہے وہ علمِ دین ہی ہے۔ جدید حضرات علمِ دین حاصل کر کے ہی اپنے پڑھے ہوئے علوم کو نئی شکل دے سکتے ہیں اور اُن میں نئی رُوح پیدا کر سکتے ہیں۔ اِس قسم کی تبدیلی کے بغیر تو الحاد اور مادیت اور سامراجی بنیادوں پر قائم شدہ علوم حیرت انگیز معلومات کے باوجود اپنی روح کے اعتبار سے عہدِ جدید کی شاندار جاہلیت ہی رہیں گے۔

اگر کسی حلقے یا نظام میں علمِ دین کو اوّلیت حاصل ہے تو قدرتی طور پر علمائے دین کو بھی اوّلیت و اہمیت حاصل ہوگی۔ کیونکہ انہی سے جدید گروہوں کو بہت کچھ سیکھنا ہے اور اُس جوہر کو حاصل کرنا ہے جس کے اثر سے ملحدانہ افکار و علوم فروغِ اسلام کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔

قاعدہ یہ ہے کہ اگر اساتذہ کا احترام نہ کیا جائے تو تعلیم کے دروازے آدمی پر پوری طرح نہیں کھلتے، اسی طرح اگر علمائے دین کے حقِ احترام کو ضائع کیا جائے تو آدمی علمِ دین حاصل نہیں کر سکتا۔

پس کسی صورت میں یہ روا نہیں کہ علمائے دین کا کسی بہانے مذاق اُڑایا جائے یا اُن کو طنز کا نشانہ بنایا جائے۔ جس ماحول میں انہوں نے برسوں تعلیم حاصل کی ہوتی ہے یا جس ماحول میں وہ قرآن، حدیث اور فقہ کے درس دیتے ہیں۔ اُس کے زیر اثر ایک خاص زبان مسلسل استعمال کرنے کی وجہ سے اپنی عام تقریروں یا گفتگوؤں میں بھی اسی خاص زبان کی جھلک کا آجانا فطری ہے۔ مگر یہ زبان متوسط دینی سوجھ بوجھ رکھنے والوں کے لیے اتنی بھی ناقابلِ فہم نہیں ہوتی کہ جیسے اسکیمو لینڈ میں پہنچ کر آپ کے پلّے کچھ نہیں پڑتا۔

اسلامی تحریک کی طرف بڑھنے والے تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لیے یہ کچھ مشکل نہیں کہ علمِ تفسیر، علمِ حدیث اور اصولِ فقہ و استنباط کے متعلق ایک ایک مختصر رسالہ ایسا پڑھ لیں جن میں ضروری اصطلاحات اور تقریروں میں استعمال ہونے والے کلیوں کا تعارف کروا دیا گیا ہو۔

اِتنے چھوٹے سے کام کے لیے، عربی زبان سیکھنے کا انتظار کرنا بھی ضروری نہیں۔ اُردو زبان ہی میں ان ضروریات کو پورا کرنے کا سامان موجود ہے۔ "علم دین" تو وسیع چیز ہے، دین کا جنرل نالج تو ایسے افراد کو ضرور حاصل کرنا چاہیے جنہیں کوئی بڑا کام کرنا ہو، خواہ وہ کام صرف تحریر و تقریر ہی کا ہو۔

کوئی بھی شخص جس نے چند مناسب کتابیں قرآن و حدیث اور فقہ کے متعلق پڑھ لی ہوں، وہ کبھی اہلِ علم کی گفتگو سن کر اس چکر میں نہیں پڑے گا کہ اس کے پلّے کچھ نہیں پڑا۔ پلّے تو تب پڑے کہ پہلے "پلّا" ہو۔ مثلاً تفسیر ابن کثیر کا اُردو ترجمہ موجود ہے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی کا مختصر رسالہ تفسیر پڑھا جا سکتا ہے۔ تفسیر اور مفسرین کی تاریخ جناب غلام احمد حریری نے لکھی ہے، حدیث کے متعلق مولانا مودودی مغفور کی تفہیمات اور منصبِ رسالت کے علاوہ، فتنۂ انکار حدیث کا منظر اور پس منظر، مختلف محدثین کے حالات اور کارناموں پر لٹریچر مل سکتا ہے۔ فقہ میں فقہائے اربعہ، عربی میں مختصر کتاب بدایۃ المجتہدین کے علاوہ امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ بن حنبلؒ، امام ابوحنیفہؒ اور امام ابن تیمیہؒ پر الگ الگ کتابیں موجود ہیں، جن میں اُن کے کام پر بھی گفتگو کی گئی ہے۔ اور اصطلاحات بھی آجاتی ہیں۔ تاریخ فقہ اور تاریخ فقہا بھی موجود ہے۔ اصولِ فقہ پر غالباً بہت مختصر رسالہ بھی مل سکتا ہے (نام یاد نہیں)، اجتہاد کے موضوع پر چھوٹی چھوٹی متعدد کتابیں موجود ہیں۔ متعدد کتب احادیث کے مقدمے بڑے اہم ہیں۔

مَیں نہیں سمجھتا کہ ایک اُردو دان بھی اگر اس طرح کی دس پانچ کتابیں دیکھ لے تو وہ علمائے دین کی مروّجہ زبان کو سمجھنے میں دقت محسوس کر سکتا ہے۔

چلیے ہوں آپ احکامِ دین کو دُنیا کے جدید حالات پر منطبق کرنے، اور علم اُس زبان اور طرزِ کلام کا بھی نہ ہو جو فقہ و استنباط کے معاملات میں رائج ہے۔

انقلاب ویسے ہی تو نہیں آجائے گا۔

کسی مجلس میں اگر کسی عالمِ دین کی ہونے والی گفتگو کا کوئی جزو سمجھ میں نہ آئے تو وقتی طور پر ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ نہایت سنجیدگی سے درخواست کی جائے کہ فلاں اصطلاح یا جملہ سمجھا نہیں جا سکا، اس کی وضاحت فرما دیں۔

بلکہ اس سے زیادہ آگے جانا چاہیے۔ کسی مجلس سے فارغ ہونے کے بعد کسی بزرگ سے گفتگو کی جا سکتی ہے کہ میں فلاں معاملے میں یہ یہ باتیں نہیں سمجھتا ہوں، مجھے اس بارے میں رہنمائی دیجیے۔ بات چیت کے بعد یہ بھی پوچھ لیجیے کہ کونسی آسان اور مختصر کتاب پڑھوں جس سے اس طرح کے مسائل کا فہم حاصل ہو جائے:

ہم نے تو اپنا دَورِ عمر اسی طرح گذارا ہے اور کبھی یہ محسوس نہیں کیا کہ دینی علوم کے ماہرین اور جدید علوم کے جاننے والوں کے درمیان اتنی بڑی خلیجِ اظہار (EXPRESSION GAP) حائل ہے کہ دونوں فریق اس کے دوسروں پر کھڑے ایک دوسرے سے کہہ رہے ہوں کہ "زبانِ یارِ من ترکی و من ترکی نمی دانم"۔

آخر جدید علوم والے جو زبان بولتے ہیں ـــــ مثلاً ایک ماہرِ معاشیات یا ایک ڈاکٹر آف فلاسفی یا پولیٹیکل سائنس اور سوشیالوجی اور سوِکس کے لیکچرر اگر بات کرتے ہیں تو اپنی عادت کی زبان سے نکل کر کوئی نئی زبان مشکل ہی سے اختیار کرتے ہیں۔ وہ بہت سی جدید اصطلاحات کو اس مفروضے سے

بولیں گے جیسے ہر کوئی پہلے سے سمجھتا ہے، انگریزی کے وزنی الفاظ بے تکلف استعمال کریں گے۔ حالانکہ اُن کے سامنے دیہاتی اور کم تعلیم یافتہ لوگ بھی موجود ہوتے ہیں۔ وہ بیچارے نہ بھی سمجھیں تو ادب و شائستگی کو برقرار رکھتے ہیں اور کسی کا مذاق نہیں اُڑاتے۔

پھر الگ الگ صوبوں کے لوگ، اپنی علاقائی زبان بولنے کے اتنے عادی ہوتے ہیں کہ بعض تو کم سے کم موقعوں پر بولتے ہیں اور بولتے بھی ہیں تو معذرت کے ساتھ مختصر اظہارِ خیال کرتے ہیں۔

ایسے لوگ کیا کریں! ظاہر ہے کہ ایک حد تک صبر سے کام لینا پڑتا ہے۔

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ ہم اور وہ تمام لوگ جو کسی بھی سطح پر دین کی خدمت کرتے ہیں، اُن کی ساری حرکت اور سرگرمی کے لیے علمائے دین روحِ رواں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہمیں قدم قدم پر اُن سے رہنمائی لینی پڑتی ہے۔ وہ مصلحت و تدبیر کی عام بحثوں کے دوران میں ہمیں کسی اہم دینی اصول یا حکم کی طرف توجہ دلا کر ہم پر بڑا احسان کرتے ہیں۔ ہم اپنی تقریروں کے لیے اُن کے درس و گفتگو سے مواد حاصل کرتے ہیں۔ اور اُن سے سیکھے ہوئے نکات سے ہم تحریروں میں وزن پیدا کرتے ہیں۔

اگر علمائے گرامی قدر ہمارے ساتھ ہو کر قدم قدم پر ہماری رہنمائی نہ کرتے اور ضروریاتِ دین اور مقاماتِ خطر سے آگاہ نہ کرتے تو نری انقلابیت نہ جانے ہمیں کہاں سے کہاں لے جاتی اور ہم اُس مردِ عظیم کے لیے بھی کتنی پریشانی کا باعث ہوتے جس کی پکار پر ہم جمع ہوئے۔

حرفِ آخر یہ کہ ہم جو کام کر رہے ہیں وہ دینی کام ہے، وہ ہماری اختراع و ایجاد تو نہیں کہ اس کا خاکہ جیسے چاہیں بنائیں اور اس میں جس جگہ جو رنگ پسند آئے، بھر دیں۔ دینی کام کتاب و سنّت کے اصول و احکام کے دائرے ہی میں ہو سکتا ہے، لہٰذا کتاب و سنّت سے متعلق علوم کا جاننا ضروری

ہے اور ہم میں سے جو لوگ ان علوم سے واقف ہوں، وہ ہمارے لیے خاص احترام کے مستحق ہیں اور ان کے ساتھ معاملہ صرف شائستگی اور سنجیدگی ہی کے حدود میں کیا جا سکتا ہے۔

تصحیح اغلاط

ترجمہ قرآن مجید مع مختصر حواشی میں حسب ذیل غلطیوں کی اصلاح کر لی جائے۔

صفحہ نمبر	سطر	غلط	صحیح
۳۸۲	۱۰	اَفِـدَةً	اَفْئِدَةً
۵۰۶	۶۰	لِّيُوَاطِئُوا	لِّيُوَاطِـُٔوْا
۱۳۰۶	۹	عَلَيَّ	عَلَىَّ
۱۳۲۴	۷	الْجِنَّ	الْجِنَّ
۱۳۳۶	۴	اَفَتُمٰرُوْنَهٗ	اَفَتُمٰرُوْنَهٗ
۱۳۳۶	۱۴	نِسَآئِكُمْ	نِسَآئِكُمْ

تفہیم القرآن جلد پنجم میں حسب ذیل غلطی کی اصلاح کر لی جائے۔

صفحہ	غلط	صحیح
۵۳۴	يَبْعَثُوْا	يُبْعَثُوْا